

طرف ہی کی جائے گی۔ اس لیے کسی قانونی دستاویز میں اس نسبت کو تبدیل کرنا اسلامی اصول کے متعلق ہو گکہ اس فقہی صورت حل کے باوجود اگر ایک شخص امریکہ یا یورپ میں اچھے ملل حالات میں ہے اور اس کے بھائی کے بچے یا بیٹن کے بچے مشکل میں زندگی گزار رہے ہیں تو وہ کیا کرے؟ کیا ان بچوں کو اپنی سُکی اولاد ظاہر کر کے اپنے پاس لے آئے اور ان کی تعلیم و پرورش اعلیٰ معیار پر کرے؟ میرے خیال میں اصل مسئلہ فقہی نہیں ہے۔ اسلام نے ہر صاحب حیثیت فرد پر اپنے اعزہ و اقرباء کے بعض حقوق معین کر دیے ہیں جن پر عمل ہونا چاہیے۔ اس کے ساتھ ہی ایک نظام کفالت بھی بنادیا ہے تاکہ جو لوگ براہ راست مدد فائدہ نہیں حاصل کر سکتے انھیں بھی ہر قسم کی امداد فراہم کی جاسکے۔

اسلام ہر پیدا ہونے والے بچے کے رزق، تعلیم، صحت، تحفظ، عزت اور کاروبار حیات کو جائز طور پر سرانجام دینے کے لیے وسائل کی فراہمی کا ذمہ لیتا ہے۔ اور اگر ایک بچے کے جائز گران انھیں سوتیں فراہم کرنے سے عاجز ہوں تو ریاست اس کے ان تمام بیادی امور کا ذمہ لیتی ہے۔ گویا کسی بچے کی امداد یا کسی عزیز کی ملی امداد کرنے کا شخص ایک بھی ذریعہ نہیں ہے کہ اس بچے کا نسب تبدیل کر کے اپنے آپ سے منسوب کر دیا جائے۔ آخر ایک ہیرون ملک پاکستان کو اس بات سے کس نے روکا ہے کہ وہ اپنے بھائی یا بیٹن کے بچے کی تعلیم، صحت اور لباس وغیرہ کے خرچ کے لیے ہر مدد اپنی آمنی کا ایک حصہ بھیج کر اس کی مناسب و اعلیٰ تعلیم کا بندوبست کرے جب کہ وہ بچہ اپنے والدین کے پاس ہی ہو۔ یہی مشکل ایک ایسے بچے کے لیے بھی اختیار کی جاسکتی ہے جو قریبی عزیز نہ ہو لیکن ضرورت مند ہو۔ جملو کشمیر سے متاثر ہونے والے ہزارہ بچوں کے لیے ہیرون ملک پاکستان اور اندر وہن پاکستان درمذمت حضرات و خواتین تعلیم و تربیت کے لیے خرچ کا بندوبست کرتے ہیں اور بغیر بچوں کا نسب تبدیل کیے یہ مقصد پورا ہو جاتا ہے۔

ایک اور مشکل جو قیاس کی جاسکتی ہے وہ ایسے لا اولاد افراد کا مسئلہ ہے جو کسی عزیز کے بچے کو متبینہ بنا کر اپنے پاس لانا چاہتے ہوں۔ اس مشکل میں اسلام کا اصول تو اپر واضح ہو چکا ہے کہ ایسا کرنا مناسب نہیں، ہاں اگر کسی ملک کا قانون یہ اختیار رہتا ہو کہ بغیر نسب تبدیل کیے اس بچے کو کنندگی کارروائی کے بعد پاکستان سے باہر لے جا کر پرورش کیا جائے اور یہ کام اللہ کو خوش کرنے کے لیے ہو تو گوہ بچہ اپنے حقیقی مال باب کی اولاد ہی کھلانے گا لیکن اس طرح اس کی تعلیم و تربیت ایک صدقہ جاریہ کا درجہ رکھے گی۔ اور اس کا اجر اچھی تربیت کرنے والے افراؤ کو ملے گا۔ ہمارے اپنے دور میں اور بعد کے ادوار میں الیکی صورتیں پیش آ سکتی ہیں جب بچوں کی ایک تعداد بیتیم ہو جائے جیسا کہ جملو کشمیر یا جملو بوسنیا یا جملو چھینیا وغیرہ میں ہوا۔ قرآن پاک نے زکوٰۃ کی لازمی تقسیم میں اس مدد کو شامل کر کے بھیشہ کے لیے اس مسئلہ کا حل تجویز کر دیا ہے۔ پھر صدقات کے حوالے سے یہ بات ملے کر دی ہے کہ ایسے افراد کو بے سار انھیں چھوڑا جائے گا بلکہ

ان کی مستقل مالی امداد کی جائے گی۔ اس کی شکلیں مختلف ہو سکتی ہیں۔ یہ محض انفرادی امداد کا معاملہ نہیں ہے بلکہ ایسے ادارے قائم کیے جاسکتے ہیں جو بطور وقف کے صرف تعلیم و فلاح کے کاموں کے لیے اپنے وسائل استعمال کریں۔ (۱)

الکوھل کا بطور پر فیوم استعمال

آج کل جتنی بھی پرنوم بنتی ہیں ان میں کچھ یقیناً الکوھل شامل ہوتی ہے۔ کچھ پر لکھا ہوتا ہے اور کچھ پر نہیں بھی لکھا ہوتا۔ لکھا ہوا ہو یا نہ لکھا ہوا ہو، ان میں الکوھل کی تھوڑی سی مقدار ضرور شامل ہوتی ہے۔ کیا یہ خوبیوں استعمال کرنا جائز ہے؟ یہ خوبیوں استعمال کر کے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟ کیونکہ اس میں علک کی گنجائش نہیں ہے کہ الکوھل شامل ہے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور کچھ کی رائے ہے کہ الکوھل کی وجہ سے نہیں لکھا جاسکتی۔ آپ اس بارے میں رہنمائی فرمائیں۔

آج کل جو کولون وغیرہ مردوں اور خواتین کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں ان میں الکوھل کو بطور استعمال کیا جاتا ہے اور عطریات کو اس میں حل کر کے مختلف قسم کے کولون تیار کیے جاتے ہیں۔ آپ base کے سوال میں اس سلسلے میں دو پہلو اخلاقی گئے ہیں۔ پہلے کا تعلق الکوھل کے بیرونی طور پر لباس یا جسم پر استعمال کرنے سے ہے اور دوسرا کا تعلق الکوھل سے بننے ہوئے عطریات لگانے کے بعد نماز کی ادائیگی سے ہے۔

یہ بات تو قرآن پاک نے بیہش کے لیے طے کردی ہے کہ خربس میں الکوھل زیادہ مقدار میں ہوتی ہے، نلپاک (ربس) ہے اور عمل شیطان ہے۔ اس لیے اس سے مکمل طور پر ابھانتاب کرنا چاہیے (العائدہ ۹۰:۵)۔ آیت تحريم خر کے بعد قیامت تک خر اور مسکرات کو جائز نہیں کیا جا سکتا، لیکن کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ الکوھل کے دیگر استعمالات کو بھی قرآن کریم نے حرام قرار دے دیا۔ اس پر ایک سے زائد فقیح آراء پائی جاتی ہیں۔ قرآن پاک نے ہی ایک اور مقام پر یہ بات کی ہے کہ ”اس میں بڑی برائی ہے اور انسانوں کے لیے کچھ نفع بھی“ (البقرہ ۲۹۵۲)۔ گو آیت تحريم خرن شہ آور اشیا یا مسکرات کے استعمال کی مخالف ہے اور اس آیت کا صحیح کرتی ہے لیکن بطور مشروب ممانعت کے باوجود اس میں گنجائش نہیں ہے کہ الکوھل کو کسی ایسے استعمال میں جس میں عوام الناس کے لیے نفع ہو، استعمال کیا جاسکے۔

شریعت کا معروف اصول ہے کہ ضرورت بعض منوع اشیا کو بھی وقتی اور محدود طور پر مباح کر دیتی ہے۔ اس لیے اگر بعض عطریات صرف الکوھل ہی میں حل کر کے استعمال کیے جاسکتے ہوں تو الکوھل کا یہ استعمال اس غرض کے لیے منوع شمار نہیں کیا جائے گا۔ اس وقت دنیا میں ایک معروف طریق علاج